دُنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف واپس لانا جماعت احمدیہ کا کام ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ ؍مارچ ۱۹۷۹ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد و تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

قرآن عظیم نے اللہ تعالیٰ کے ذکر پر، ذکرِ باری پر، خدا تعالیٰ کو یاد رکھنے پر بہت زور دیا ہے۔ بعض مقامات میں تفصیل سے بعض باتوں کا ذکر کر کے انسان کو خدا تعالیٰ کے ذکر کی طرف توجہ دلائی ہے اور بعض آیات میں اصولی تعلیم بیان کی اور اس بنیادی حقیقت کی طرف انسان کو متوجہ کیا ہے۔ سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا (الجمعة:۱۱) اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کرو۔ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ اور اس کے نتیجہ میں ہی تمہیں کامیابی ملے گی۔ قرآنی تعلیم ہمیں بتاتی ہے کہ انسانی زندگی کی کامیابی یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی منشا کے مطابق اپنی زندگی گذارے اور یہ کوشش کرے کہ اس کی جو صلاحیتیں اور استعدادیں ہیں یا جو خدا تعالیٰ نے اس کے اندر صفتیں پیدا کی ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کا رنگ چڑھے اور اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی صفات کی معرفت حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ کی ذات اور صفات کی معرفت کے لئے یہ ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات کے جو جلوے اس دنیا میں ظاہر ہوئے یا ہوتے ہیں ان کی معرفت ہمیں حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ کی صفات کے فعلی جلوے ہیں جس سے یہ کائنات وجود میں آئی، جس کے نتیجہ میں ہر دو جہان قائم ہیں اور جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر چیز کے

اندر بے شمار خاصیتیں پائی جاتی ہیں اور ان خواص میں مرورِ زمانہ کے ساتھ زیادتی ہوتی چلی جارہی ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ آج سے دس ہزار سال پہلے جو گندم زمین پیدا کرتی تھی اس کی صفات اور جو گندم آج زمین پیدا کررہی ہے اس کی صفات میں بھی فرق ہے کیونکہ اس عرصہ میں صفاتِ باری کے نئے جلووں نے صفاتِ گندم میں زیادتی پیدا کی ہے۔ معرفتِ ذات و صفاتِ باری کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے جیسا کہ میں بتا رہا ہوں کہ ہمیں خداتعالیٰ کی صفات کے جو جلوے ہیں ان کی معرفت حاصل ہو۔ اسی لئے قرآن کریم نے دنیا کی ہر چیز کو آیت قرار دیا ہے۔ آیات اللہ میں سے اسے ایک چیز قرار دیا ہے۔ بعض جگہ بڑی تفصیل سے ہواؤں کا چلنا، ان کا پانی اٹھانا، یعنی بخارات اٹھانا، پھر بادل بن جانا، پھر بادلوں کا برسنا، زمین کا روئیدگی اگانا، جنسیں پیدا کرنا، درختوں کا پت جھڑ، بعض موسموں میں پتّے جھاڑ دینا، نئے اگانا، وغیرہ وغیرہ سب کو آیات کے زمرہ میں قرآن کریم میں رکھا گیا ہے۔ خداتعالیٰ کی صفات کے جو فعلی جلوے ہیں یعنی جن سے یہ کائنات بنی اور کائنات کی ہر چیز کی صفات میں زیادتی ہوتی چلی جارہی ہے اور خداتعالیٰ کے جو قولی جلوے ہیں جو کامل شکل میں شریعت کے لحاظ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن عظیم میں ظاہر ہوئے، ان ہر دو کا جاننا۔ پوری طرح معرفت حاصل کرنا، پہچاننا، سمجھنا، اس کی کُنہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا۔ اس کے حسن سے واقفیت حاصل کرنا، اس کی افادیت کا پتا لگانا وغیرہ وغیرہ۔ ان چیزوں سے ہمیں خدا کی اور اس کی صفات کی معرفت ملتی ہے۔ سورۃ بقرہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا (البقرۃ:۲۳۲) خداتعالیٰ کی جو آیات ہیں انہیں معمولی سمجھ کے محل تمسخر اور استہزا نہ بناؤ کیونکہ اس کے بغیر ان آیات کے سمجھنے کے بغیر تم خداتعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں کرسکتے، خداتعالیٰ کی معرفت حاصل کئے بغیر تم خداتعالیٰ کا ذکر نہیں کرسکتے، خداتعالیٰ کا ذکر صحیح رنگ میں کئے بغیر تم حقیقی نجات اور کامیابی اور فلاح نہیں حاصل کرسکتے اپنی زندگی میں۔

اس آیت میں پھر آیات اللہ کو دو حصوں میں تقسیم کرکے ہمارے سامنے یہ مضمون بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ (البقرۃ:۲۳۲)

آیات اللہ کو محلِ استہزا نہ بناؤ بلکہ خداتعالیٰ کی جو مادی دنیا میں صفات ظاہر ہوئی ہیں۔ اس مادی دنیا میں نعماء باری جو ہیں ان کو سمجھو اور ان کی معرفت حاصل کرو تا کہ ان کے ذریعہ سے خداتعالیٰ کی صفات کی معرفت حاصل کرسکو تو نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ یہ قرآن کریم کے محاورہ میں جسمانی روحانی ہر دو قسم کی نعمتوں پر بولا جاتا ہے (یہاں چونکہ مقابلہ ہوا ہے ہدایت کے ساتھ اس لئے، ویسے تو خداتعالیٰ کی روحانی نعمتیں اور اس کا کلام بھی بڑی نعمت ہے اور جو انسان کو صلاحیتیں دی گئی ہیں وہ بڑی نعمتیں ہیں) لیکن یہاں چونکہ کتاب و ہدایت کا ذکر بعد میں آیا ہے اس لئے یہاں مراد ہوگی ہر دو جہان کی ہر چیز جس کا ذکر سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ (الجاثیہ:۱۴) میں آتا ہے یعنی ہر چیز انسان کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہے تم ان کے متعلق علم حاصل کرو اور ان کے حسن کو دیکھو، دیکھو کہ کس طرح خداتعالیٰ نے بعض چیزوں کو لاکھوں سال پہلے پیدا کیا اس معنی میں ارتقائی دور میں سے گذرنے کے لئے ان میں حرکت پیدا کی اور پھر بعض چیزیں ایسی ہیں جو کئی لاکھ سال کے بعد اس شکل میں آئیں جس شکل میں آج انسان ان سے فائدہ اٹھاتا ہے یہ بھی خداتعالیٰ کی نعمتیں ہیں نعماء ہیں ان کو یاد کرو اور یاد رکھو اور ان کے علاوہ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ (البقرۃ:۲۳۲) خداتعالیٰ نے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تمہارے لئے ایک کامل کتاب نازل کی ہے ایک ہدایت کاملہ تمہیں دی اور ایک حکمت کی کتاب یعنی ایسی شریعت جو فطرت کے مطابق ہے اور بات حکم سے نہیں بلکہ حکمت سے منواتی ہے یعنی ہر حکم جو ہے شریعت کا اس کی وجہ قرآن کریم نے بیان کی کہ یہ حکم تمہارے کس فائدے کے لئے ہے اس لئے تمہیں یہ حکم دیا گیا ہے یہ تمہارے اوپر کوئی چٹی نہیں ہے کوئی بیگار نہیں لی جارہی تم سے جس کو قربانی کہا جاتا ہے وہ تم اپنے نفس کے لئے قربانیاں دے رہے ہو اس کا فائدہ تمہیں پہنچے گا، تمہاری نسلوں کو پہنچے گا کسی چیز سے تمہیں محروم نہیں کیا جارہا۔ جو مال کی مثلاً قربانی ہے اس کے متعلق قرآن کریم نے کہا ہے کہ خدا مال کو لیتا ہے تا کہ بڑھا کر واپس کرے۔ غرض قرض نہیں رکھتا وہ (یہ عجیب قربانی ہے کہ پانچ روپے لئے اور پانچ سو دے دیئے اور انسان کہے کہ ہم نے خدا کی راہ میں بڑی مالی قربانیاں دے دیں) مگر یہ اس کی شان

ہے جو سب سے بڑا ہے کہ وہ اسی کو قربانی سمجھتا اور اپنے پیار سے اپنے بندے کو نوازتا ہے۔ تو انسان خدا کا جو ذکر کرتا ہے وہ صحیح ذکر صرف اس صورت میں ہوسکتا ہے کہ اس کی صفات کا علم ہو اور صفات کے علم کے لئے ہر قسم کی تحقیق (علمی تحقیق جو ہے وہ) ضروری ہے یعنی جو خدا نے پیدا کیا اس کی عظمت جاننے کی کوشش کرنا اس کی جو پیدائش ہے اس کے دستِ قدرت سے جو چیز نکلی ہے اس میں بھی بڑی عظمت ہے اس میں بھی بڑا حسن ہے اس میں بھی بڑی افادیت ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہر ضروری چیز کو پیدا کیا۔ جب تک ان چیزوں کا علم نہ ہو۔ صحیح طور پر انسان اپنی فطرت پر اپنی صفات پر اللہ تعالیٰ کی صفات کا رنگ چڑھا نہیں سکتا۔ تو خالی یہ نہیں کہا کہ ذکر کرو بلکہ ذکر کا طریقہ بھی بتایا کہ ذکر کا مطلب یہ ہے۔

ایک بچے کا سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا ذکر کی ابتدا تو کہلا سکتا ہے مگر ذکر نہیں کہلا سکتا یا ایک کم علم اور ان باتوں کی طرف توجہ نہ کرنے والے بالغ انسان کا سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا ثواب تو ہے لیکن خدا تعالیٰ جس رنگ میں اس سے پیار کرنا چاہتا ہے وہ پیار اس کو تبھی حاصل ہوسکتا ہے جب وہ خدا تعالیٰ کے حسن اور اس کے رنگ کو پہچانے اور اس کی عظمت اور اس کا جلال اور اس کی رفعت اور اس کی شان جو ہے اور اس کی قدرتوں کے جو جلوے ہیں اور ان میں جو حسن ہے اور جو احسان خدا تعالیٰ بے شمار شکلوں اور صورتوں میں ایک فردِ واحد کی ذات پر کر رہا ہے اس کا علم اسے حاصل ہوتا ہے۔ تب اس کے دل میں خدا تعالیٰ کی محبت کا ایک چشمہ پھوٹتا ہے جس سے وہ بھی سیراب ہوتا ہے اور اس کا خاندان اور نسل بھی سیراب ہوتی ہے اور بہت سارے دوسرے بھی اس سے فائدہ اٹھانے والے بن جاتے ہیں۔ اسلام یہ نہیں کہتا کہ جو دنیوی علوم ہیں ان کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلام یہ کہتا ہے کہ دنیوی علوم کی ہر برانچ ہر شعبہ کا جاننا اس لئے ضروری ہے کہ اگر تم مومن ہو اور خدا کی معرفت حاصل کرنا چاہتے ہو تو جب تک تمہیں ان باتوں کا علم نہیں ہوگا تم خدا تعالیٰ کی صحیح معرفت بھی حاصل نہیں کر سکتے مثلاً ستاروں کا علم ہے، افلاک کا علم ہے تو یہ سمجھنا کہ رات کو بچے بھی دیکھتے ہیں۔ بچپن میں میرے خیال میں ہر بچہ کبھی سوچتا ہوگا کہ میں گنوں کتنے ستارے مجھے نظر آ رہے ہیں جو گن نہیں سکتا بالکل چھوٹی عمر میں بچے کہہ دیتے ہیں (ماں یا باپ کو) کہ مجھے یہ ستارہ لا کے دو۔ یعنی ان کو پتا کچھ نہیں ہوتا لیکن

نظر آ رہا ہے۔ لیکن جب تک افلاک کا یہ علم نہ ہو کہ کس قدر وسعت خدا تعالیٰ کی اس پیدائش میں ہے جس کو ہم زمین و آسمان کہتے ہیں اب تک جو علم انسان نے بہت دور دیکھنے والی دوربینیں ہیں ان سے حاصل کیا ہے اور وہ سائنس کے نئے طریقے یہ ہیں وہ جو پہلے شیشے سے دیکھنے والے طریقے تھے وہ اب نہیں رہے۔ بہت زیادہ آگے بڑھ چکا ہے انسان۔ جو اَب تک معلوم کیا وہ بھی یہ ہے کہ اس ہر دو جہان میں ان آسمانوں میں بے شمار ایسے قبائل ہیں۔ ستاروں کے بے شمار ایسے قبیلے ہیں جن کو یہ گیلیکسیز (Glaxies) کہتے ہیں گیلیکسی ستاروں کے ایک ایسے قبیلے کا نام ہے جو اپنا ایک علیحدہ وجود رکھتا ہے اور بے شمار سورجوں پر مشتمل یہ قبیلہ بحیثیت مجموعی ایک نامعلوم جہت کی طرف حرکت کر رہا ہے اور دوسروں کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں۔ جو دوسری گیلیکسیز دوسرے قبائل ہیں ان کا ایک مستقل وجود ہے قبیلے ہونے کے لحاظ سے اور قبیلہ ہونے کے لحاظ سے۔ اس کے اندر ان گنت (یعنی جس کو انسان گن نہیں سکا) سورج ہیں اور ان سورجوں کے گرد ستارے گھوم رہے ہیں۔ تو سورج بھی ان گنت ہیں تو جو ان کے ساتھ ستارے مل جائیں تو ان کی تعداد کیا بن جاتی ہے، بے شمار گیلیکسیز، بے شمار قبائل ہیں۔ ہر گیلیکسی میں بے شمار سورج ہیں اور پھر حرکت کر رہے ہیں یہ، اور ان کی حرکت متوازی نہیں بلکہ ہر آن ایک دوسرے سے پرے ہو رہا ہے ہر قبیلہ، ہر گیلیکسی اور درمیان میں ان کا فاصلہ بڑھتا چلا جا رہا ہے اور سائنسدان کہتے ہیں کہ جب دو گیلیکسیز میں یعنی ستاروں کے ایسے قبیلے میں جس کے اندر بے شمار سورج ہیں جن کے گرد دوسرے ستارے پھر رہے ہیں اتنی جگہ ہو جائے کہ ایک گیلیکسی بے شمار ستاروں کی وہاں سما سکے تو وہاں کُنْ فَیَکُوْن سے ایک نئی گیلیکسی (ستاروں کا قبیلہ) پیدا ہو جاتی ہے۔ بے شمار سورجوں پر مشتمل ایک نئی گیلیکسی وہاں پیدا ہو جاتی ہے۔

یہ کہنا کہ اس علم کی ایک مومن متقی کو ضرورت نہیں غلط بات ہے۔ قرآن کہتا ہے لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا خدا تعالیٰ کی مخلوق جو ہے اس کی گہرائیوں میں جو جاتے ہیں وہی معرفت صفاتِ باری حاصل کر سکتے ہیں۔ ہر آدمی تو ان گہرائیوں میں جا نہیں سکتا۔ اتنا بڑا علم ہے یہ اور اس میں پھر خدا کی ایک اور شان نظر آتی ہے۔ پھر ہمیں یہ نظر آتا ہے کہ یہ

ساری بے شمار گیلیکسیز (ان گنت قبائل جو ہیں یہ) قانون کی پابندی کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کے لئے جو قانون اور قواعد بنائے ہیں۔ ان کے پابند ہیں۔ آپس میں نہ لڑتے ہیں نہ جھگڑتے ہیں۔ کبھی یہ نہیں ہوا کہ ایک قبیلہ کا ستارہ دوڑ کے دوسرے قبیلے میں چلا جائے یا ادھر کا ادھر آ جائے یا ایک دوسرے کو نقصان پہنچائیں بلکہ جو حکم ہے وہ کر رہے ہیں اور پھر یہ کہ (ایک تو نئی گیلیکسیز پیدا ہو رہی ہیں) جو موجود ہیں ان کی صفات میں زیادتی ہو رہی ہے خدا تعالیٰ کی صفات کے جلوؤں کے نتیجہ میں جس شخص کو صرف اتنا علم ہی حاصل ہو جائے باقی (سمجھیں آپ) بالکل اندھیرا ہے۔ صرف یہ روشنی اس کے سامنے آئی ہے اپنے رب کے متعلق۔ تب بھی اس کے دل سے نکلتی ہے تکبیر کہ خدا سب سے بڑا ہے بڑا بلند ہے اور سُبْحَانَ اللهِ۔ ایسا قانون بنا دیا کہ جتنا گہرائیوں میں بھی جاؤ یہ پتا لگتا ہے کہ کوئی عیب اس کے فعل میں نظر نہیں آتا اور کوئی تضاد ہمیں وہاں نظر نہیں آتا۔ قرآن کریم میں کئی جگہ کہا ہے۔ سورۃ ملک میں بھی ہے کہ خدا تعالیٰ کی صفات اور اس کے جلوؤں میں تمہیں کوئی تضاد نظر نہیں آئے گا۔ یہ بڑا لطیف مضمون ہے۔

ایک ہے سائنس، آپ یہ کہیں گے کہ ہر ایک کیسے ہر سائنس پر عبور حاصل کرلے۔ ایک ہے وہ سائنس جس کی تحقیق میں ایک جماعت سائنس دانوں کی مشغول ہوتی ہے اور بڑے پیسے خرچ کرتی رہی ہے دنیا۔ انتہائی قیمتی آلات بناتے ہیں مثلاً ستاروں کا جو یہ علم ہے اس کے لئے کروڑوں کروڑوں ڈالر کی انہوں نے دوربینیں بنائی ہیں ستاروں کو دیکھنے کے لئے۔ ہر علم کی ان باریکیوں اور گہرائیوں میں تو ہر انسان نہیں جا سکتا لیکن جو ان کے اندر بنیادی اصول کام کر رہے ہیں وہ ہمیں ایک دوسرے سے سیکھنا چاہیئے تا کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال کا جو سایہ ہے وہ ہماری روح کے اوپر پڑے اور ہم بھٹکنے سے محفوظ ہو جائیں۔ پھر ایٹم کی طاقت ہے ایک ذرے کے اندر اتنی طاقت خدا تعالیٰ نے بند کر کے رکھ دی ہے کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ایک طرف وسعت اتنی کہ گیلیکسیز کا شمار نہیں اور ہر گیلیکسی میں اتنے سورج کہ کسی ایک گیلیکسی کے سورجوں کی تعداد بھی ہم پتا نہیں لگا سکے اور دوسری طرف ایک ذرہ (ایٹم) لے لو اس کے اندر اتنی طاقت خدا تعالیٰ نے بند کی ہوئی ہے کہ انسانی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ اس کی طاقت

جو ہے وہ انسان کو فائدہ بھی پہنچا رہی ہے لیکن غلط استعمال کے نتیجہ میں ہلاکت کا بھی سامان پیدا کر رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کا اگر ذکر کرے انسان یعنی یہ علم جب اس کے سامنے آئے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ کی عظمت اور خدا تعالیٰ کی معرفت بھی اسے حاصل ہو اور عظمت کا جلوہ بھی اس پر ظاہر ہو تو پھر وہ سمجھے گا کہ خدائے قادر وتوانا نے جو یہ عظیم چیز پیدا کی ہے اس سے خدا کی مخلوق کو ہلاک کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیئے لیکن اندھی ہے دنیا جو خدا کی معرفت حاصل کرنے کی بجائے خدا کے بندوں کو دکھ دینے کے سامان پیدا کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے دماغوں کو ہدایت عطا کرے اور خدا ایسے سامان پیدا کرے کہ سارے ہی انسان خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے والے ہوں۔ گیلیکسیز کے متعلق ابھی جو میں نے آپ کو بتایا اس کے نتیجہ میں جب انسان کے سامنے یہ باتیں آئیں تو اس میدان کے سائنسدانوں میں سے ایک حصہ جو پہلے دہریہ تھا انہوں نے کہا اب ہمیں خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین آ گیا ہے۔ یہ جونئی گیلیکسیز پیدا ہوئیں تو یہ چیزیں سائنس دانوں کو اس طرف لا رہی ہیں۔ لَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا یعنی خدا تعالیٰ کی جو آیات ہیں (اور خدا تعالیٰ کے دستِ قدرت سے پیدا ہونے والی ہر چیز قرآن کریم کی اصطلاح میں خدا تعالیٰ کی آیات میں سے ایک آیت ہے نشان ہے۔ ایک ایرو (Arrow) ہے جو خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف اور اس کی صفات کی طرف راہنمائی کرنے والا ہے) ان کو محلِ استہزا نہ بناؤ کہ تم خدا کی طرف آنے کی بجائے اس سے دور ہونے لگ گئے بلکہ ان چیزوں کو ذریعہ بناؤ خدا تعالیٰ کی صفات کو سمجھنے اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور اس کے جلال کی معرفت حاصل کرنے کا تا کہ اس کے نتیجہ میں جو ایک عظیم ہدایت خدا تعالیٰ نے (مَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ) نازل کی ہے جو حکمت سے پُر اور دلیل دے کے انسانی عقل کی تسلی کرتی اور اسے سمجھاتی ہے کہ تمہارے فائدے کے لئے یہ سارے احکام دیئے گئے ہیں، اسی طرح جس طرح تمہارے فائدے کے لئے ہر دو جہان کی ہر چیز پیدا کی گئی ہے یعنی ایک ہی خدا دنیا کی ہر چیز کو انسان کے فائدے کے لئے پیدا کرے اور اس کے متعلق انسان یہ سمجھے کہ جو اس نے اپنی وحی کے ذریعہ شریعت اور ہدایت نازل کی اس کا کوئی حکم انسان کو دکھ دینے کے لئے ہے یا اس کے فائدے میں نہیں ہے یہ تو ایسی نامعقول بات ہے کہ

میرے خیال میں اگر سمجھایا جائے تو ایک بچے کو بھی آسانی سے سمجھ آجائے گی یہ بات۔ اتنی بڑی دنیا جس کے ایک حصے، چھوٹے سے نقطے کا میں نے ذکر کیا ہے وہ تو اس نے پیدا کی انسان کے فائدہ کے لئے اور بے شمار چیزیں ایسی بنادیں کہ انسان فائدہ ان سے حاصل کرتا ہے، فائدہ حاصل کرتا چلا جاتا ہے اور نئی سے نئی چیز اس کے علم میں آتی ہے اور اس کو پھر افسوس ہوتا ہے کہ میں نے پہلے کیوں نہیں یہ علم حاصل کیا۔ پہلے اس سے فائدہ حاصل کرلیتا لیکن اس کے مقابلہ میں جو اس نے انسان کی ہدایت کے لئے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل شریعت نازل کی وہ انسان کے فائدے کے لئے نہیں یا اس میں کوئی ایک بھی ایسا حکم ہے جو اس کے فائدے کے لئے نہیں۔ یہ نامعقول بات ہے۔ انسانی عقل، انسانی فطرت اسے قبول نہیں کرے گی۔ اس واسطے خدا تعالیٰ نے اس آیت میں پہلے دنیا کی نعماء کا ذکر کیا کہ ہر چیز انسان کے فائدے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ خدا تعالیٰ نے کہا دیکھو ہر چیز جو ہے وہ نعمت کے طور پر پیدا ہوئی ہے تو اس سے تمہیں نتیجہ نکالنا پڑے گا کہ مَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ اس کی طرف سے آنے والی کامل ہدایت بھی خدا تعالیٰ کی طرف ہی لے جانے والی ہے وہ بھی ایک نعمت روحانی ہے اس کو ہم ہدایت، شریعت، حکمت، اس کو ہم ایک حسین تعلیم، اس کو ہم انسان کو ایک بہترین انسان بنانے والی، اس کو ہم ایک وحشی کو متمدن، متمدن کو بااخلاق، بااخلاق کو روحانی انسان بنانے والی تعلیم سمجھتے ہیں، اس طرح جس طرح دنیا کی ہر چیز سَخَّرَ لَكُمْ کے ماتحت انسان کے فائدے کے لئے ہے۔ اسی طرح قرآن کریم کا ہر حکم انسان کے فائدے کے لئے ہے اور جو شخص یہ نہیں سمجھتا وہ بدقسمت اور محروم ہے کہ خدا تعالیٰ اسے دینا چاہتا ہے اور وہ لینے سے انکار کر رہا ہے۔

مگر اس زمانہ میں یہ اندھی دنیا خدا سے دور جا چکی ہے اور خدا کی طرف واپس انہیں لے آنے کا کام جماعتِ احمدیہ کے سپرد کیا گیا ہے اور اس کے لئے جماعت کو نمونہ بننا چاہیئے اور نمونہ بننے کے لئے ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ کی معرفت انہیں حاصل ہو۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ دنیوی علوم بھی سیکھیں اور قرآن کریم کے علوم بھی سیکھیں اور خدا تعالیٰ کی معرفت

حاصل کریں اور اس کے پیار کو پائیں اور جو پیار کے دَر اس نے محض اپنی رحمت سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متبعین کے اوپر کھولے وہ دَر ان کی زندگی میں عملاً ان پر کھلے ہوں اور خدا تعالیٰ کے ہر رنگ کا پیار انہیں ملے۔

خدا جب پیار کرتا ہے سچی خوابیں بھی دکھاتا ہے۔ بولتا بھی ہے اپنے بندے سے۔ بڑا پیار کرنے والا ہے ہمارا ربّ۔ اور پھر خدا کے لئے اس کی مخلوق کو راہ راست پر لانے کی خاطر جو اُن سے ہوسکتا ہے وہ کریں۔ ہر قسم کی وہ کوشش کریں اور جن کو ہم قربانی کہتے ہیں اور ایثار کہتے ہیں اور کہتے ہوئے شرم بھی آتی ہے مجھے۔ اپنے متعلق بھی، آپ کے متعلق بھی کہ جس خدا نے یہ کہا کہ میں تم سے مال اس لئے لیتا ہوں کہ بڑھا کر تمہیں واپس کروں اس مال کو جو وہ لیتا ہے ہم یہ کہیں کہ خدا کے لئے ہم نے کوئی قربانی دی تو ایسا تو خیال بھی نہیں آنا چاہیئے۔ ہم اس کو خوش کرنے کے لئے اس کے بتائے ہوئے طریق کو اختیار کرتے ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ خدا ہماری امید کے مطابق ہمیں اپنا پیار دے گا اور ہمیں اس قابل بنائے گا کہ اس زمانہ میں جو ذمہ داری ہم پر ڈالی گئی ہے ہم اسے نباہنے والے ہوں۔ آمین۔

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۵؍مارچ ۱۹۷۹ء صفحہ ۲ تا ۵)